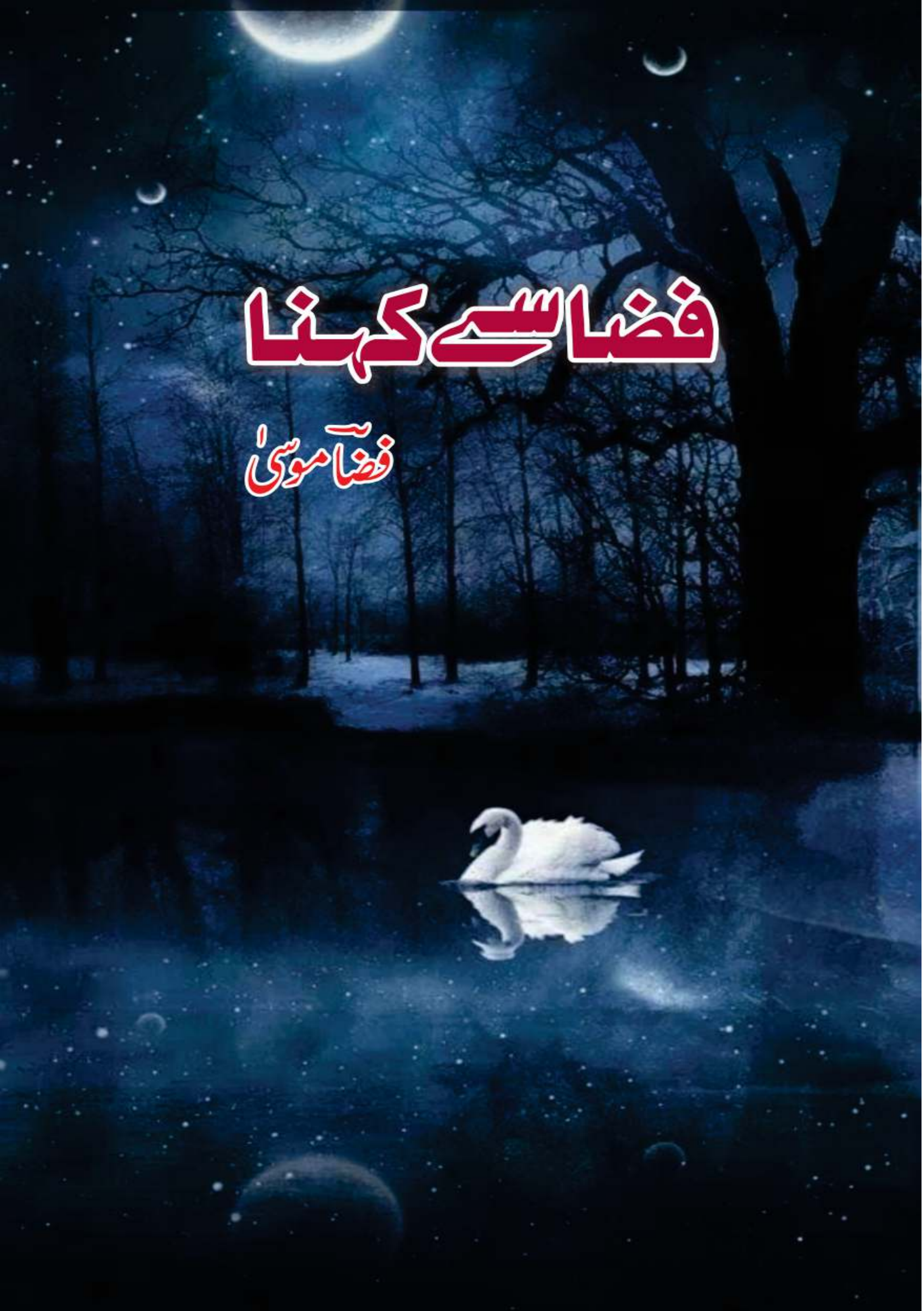
فضا سے کہنا
فضا موسیٰ

فضا سے کہنا

فضا موسیٰ

حسنِ ادب فیصل آباد
03217044014

ASIAN RESEARCH INDEX

Faza se kahna

By

Faza Moosa

OPEN ACCESS

CC BY

ECO FRIENDLY

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ھیں

ضابطہ

نام کتاب:	فضا سے کہنا
شاعر:	فضا موسیٰ
نظرِ ثانی:	ڈاکٹر نوید عاجز
حروف بندی:	غیور عباس، شعور عباس
سرورق:	ڈاکٹر عارف حسین عارف
باراول:	2023
ناشر:	حسنِ ادب فیصل آباد
قیمت :	800روپے

ARI ID: 1689954428886

Licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

انتساب

اُن کے نام

جو دھڑکنوں میں مقیم ہیں

اُن کے نام

پسِ آئنہ جو کھڑے رہے

❖

کبھی نگاہوں کی چلمنوں سے نہ راز کہنا، فضا سے کہنا
غمِ جہاں کو تو زندگی بھر پڑے گا سہنا، فضا سے کہنا

قدم قدم پر ہے خطرۂ جاں، وہ عزم اپنا بلند رکھے
یہ عشق دریا ہے اس کی فطرت ہے الٹا بہنا، فضا سے کہنا

فہرست

❖ روشن امکانات کی شاعرہ: فضا موسیٰ	ڈاکٹر رحمت علی شادؔ	۹
❖ فضا کی شعری فضا میں نسائیت	یاسر رضا آصفؔ	۱۳
❖ فضا سے کہ دو	ڈاکٹر نوید عاجز	۱۵
❖ آئینہ ذات	فضاؔ موسیٰ	۱۹
❖ کب سلیقہ ہے کہوں لفظ جو ہوں ان کی مثال		۲۰
❖ مجھ پر نزولِ رحمتِ شاہِ امم ہوا		۲۱
❖ جانا جنابِ احمدِ مرسلؐ کے در، ہوا!		۲۳
❖ اُسی کے اسمِ اعظم سے ہی دل کو شاد کرنے میں		۲۵
❖ گل کہوں، چاند کہوں یا رخِ زیبا لکھوں		۲۷
❖ استغاثہ بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		۲۹
غزلیات		۳۱
❖ کوئی دھوکا سا ہوا ہو جیسے		۳۲
❖ آس کے جگنوؤں سی سندر ہے		۳۳
❖ میں جو دریا ہوں تو دریا کی روانی تم ہو		۳۵
❖ حیرت ہے مے کدہ ہے کہ جنت خیال ہے		۳۷
❖ دیکھنے تجھ کو اگر چاند ادھر آئے گا		۳۹

❖	حیرت کو تصویر کریں	۴۱
❖	ایسا چہرہ جو دیکھتا ہوگا	۴۳
❖	دشتِ افسوس میں اک پھول کھلا ہو جیسے	۴۵
❖	باتوں سے بھی آگے تری سانسوں میں رہیں گے	۴۷
❖	نیند آنکھوں میں نہیں خواب کہاں سے آئیں	۴۹
❖	ہجر اثاثہ رہ جائے گا	۵۱
❖	لبوں کی لالی بتا رہی ہے	۵۳
❖	حسن نگر کے سارے پنچھی مر جائیں گے	۵۵
❖	تمھارے ساتھ کے سب استخارے چھوٹ گئے	۵۷
❖	مجھ پہ ہے ظلم کہ ملنا بھی گوارا نہ کیا	۵۹
❖	آنکھ سے دور سہی دل کے قریں رہنے دے	۶۱
❖	یہ مری آنکھ کا جو پانی ہے	۶۳
❖	جس کو بھی جب بھی سہارا چاہیے	۶۵
❖	ریت کیسے اُسے الفت کی نبھانی آئے	۶۷
❖	جاتے ہوئے جانِ جاں تصویر دکھا جانا	۶۹
❖	ذکر میرا وہ کریں منظور کیوں	۷۱
❖	وفائے دلبراں دیکھی نہ بوئے عاشقاں پائی	۷۳
❖	ہوائے دید کا چلنا تمھیں مبارک ہو	۷۵

❖ پیار کے دیپ جلاتی ہوئی پاگل لڑکی ۷۷

❖ اپنی تصویر بھی یوں مجھ سے چھپاتی کیوں ہو ۷۹

❖ وہی ہم ہیں، وہی تم ہو، وہی دل کی تمنا ہے ۸۱

❖ دیکھ انگشتِ حنائی تری، سروارتے ہیں ۸۳

❖ دل کے اندر نہ مجھے آنکھ سے باہر سمجھو ۸۵

❖ ہجر زدوں کا درد دیکھا ہے ۸۷

❖ موسموں کو قرار آیا ہے ۸۹

❖ تمھاری آنکھوں میں دلبری کے ہیں رنگ سارے فضا سے کہنا ۹۱

❖ ہم کہ زندانی ہیں جس کے پیار کے ۹۳

❖ یہ جو حیرت سے میں تصویر بنی بیٹھی ہوں ۹۵

❖ قصہ گو کردار بنا ۹۷

❖ جو نظر نظر میں سما رہا ترا کون تھا ۹۹

❖ وہ میرا مان ہو جائے ۱۰۱

❖ کہتے ہیں اس جہاں کے یہ قصے حقیر ہیں ۱۰۳

❖ جینے کا سامان محبت ۱۰۵

❖ شعر و شاعر سبھی کمال ہوئے ۱۰۷

❖ شوقِ دیدارِ یار مت پوچھو ۱۰۹

❖ جو بادۂ جاں چھلک رہا ہے سنبھال لینا خطا سے پہلے ۱۱۱

❖ چاند مدھم ہے روشنی کم ہے ۱۱۳

❖ تمھارے تیرِ نظر نے ہی مجھ کو مارا ہے ۱۱۵

❖ کیوں رشک سے نہ دیکھیں شاعر زباں گری کے ۱۱۷

❖ دھڑکنوں سے پیام آیا ہے ۱۱۹

❖ ابروؤں کے خم میں گھبراتا ہے دل ۱۲۱

❖ ہم بھی ہوتے ہیں کہ عشاق جہاں ہوتے ہیں ۱۲۳

❖ سندر لڑکی آنکھیں بھر کے دیکھتی ہے ۱۲۵

❖ درد اک رنگ ہے قرار نما ۱۲۷

❖ یک طرفہ محبت کا قصہ جو لکھا ہوتا ۱۲۹

❖ ہیں تمھارے یہ سارے خواب، جناب ۱۳۱

❖ سونا دل سنسار، سہیلی ۱۳۳

❖ آج وہ رشک قمر دل کا جو مہمان ہوا ۱۳۵

❖ یہ آسماں جو حیرتی ہے اک ترے جمال کا ۱۳۷

❖ عشق آمادہ ہیں گل دیکھ کے صورت اس کی ۱۳۹

❖ چاند چہرے پہ یہ جو زلف سنوارے ہوئے ہیں ۱۴۱

❖ ہیں فلک کی صدا یہ دو آنکھیں ۱۴۳

❖ کبھی نگاہوں کی چلمنوں سے نہ راز کہنا، فضا سے کہنا ۱۴۴

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

روشن امکانات کی شاعرہ: فضا موسیٰ

ڈاکٹر رحمت علی شاد

ہجر اثاثہ رہ جائے گا درد خلاصہ رہ جائے گا
شعر نگر میں نام ہمارا اچھا خاصا رہ جائے گا

شہرِ فرید میں جنم لینے والی ایک نوعمر، دوسروں سے ذرا ہٹ کر سوچنے والی، عام لوگوں سے قدرے مختلف مگر سنجیدہ، ہونہار، باشعور اور روشن امکانات کی ابھرتی ہوئی شاعرہ فضا موسیٰ پاک پتن کی شعری فضا میں ایک خوش گوار اور کیف پرور جھونکے سے کسی طرح کم نہیں ان کا تازہ شعری مجموعہ ’’فضا سے کہنا‘‘ منصۂ شہود پر آنے کے لیے بے قرار ہے۔ان کا کلام پڑھنے کے بعد راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ان کی غزلیات کے کچھ مصرعے اور اشعار اپنے تیکھے پن، ندرتِ خیال، پختگی فکر، داخلیت اور خارجیت سے بھرپور رومانوی انداز لیے چونکا دینے کے ساتھ ساتھ دعوتِ فکر دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

فضا موسیٰ عہدِ جدید کی ایک منفرد لب و لہجے کی حامل شاعرہ ہیں جنھوں نے بالکل تھوڑے عرصے میں اپنی ذہنی اپج سے پاک پتن کی ادبی فضا میں اپنی نمایاں انفرادیت اور اپنا شعری تشخص قائم کیا ہے۔رومانوی فضاؤں میں فضا کی شاعری عشق و محبت کی داستان لیے اپنی تمام تر رعنائیوں اور لوازمات کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ان کی غزلیات میں محبت کے مختلف رنگ جا بجا بکھرے نظر آتے ہیں، کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے کئی رازوں سے آشنا ہیں اور اس طرح وہ اپنے باطنی احساسات و جذبات کو حقیقت کا روپ دینے پر قادر نظر آتی ہیں۔عشق و محبت کے کئی کئی رنگ ان کے کلام کا جزو لاینفک ہیں۔محبت اور محبت کے رنگوں کے متعلق وہ لکھتی ہیں:

جینے کا سامان محبت گر بخشے مسکان محبت
ساتوں رنگ ہیں اس دنیا کے آٹھواں میری جان محبت

فضا موسیٰ کی شاعری میں موجودہ عہد کا رنگ و آہنگ پایا جاتا ہے۔اُن کے کلام میں زندگی کی کیفیتیں، خیال کے زاویے، احساس کی کروٹیں اور رومانویت سے بھرپور اندازِ بیان ملتا

ہے۔عشق ومحبت اور رومانویت جیسے روایتی موضوعات بھی ان کی شاعری کا حصہ ہیں۔عشق ومحبت کا ایک اور انداز ملاحظہ کیجیے،جس میں ان کا تصورِ محبوب بھی ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔مصرع اولیٰ اور مصرع ثانی جیسی تراکیب کو بڑی بے ساختگی کے ساتھ برت کر تضاد کی کیفیت سے مذکورہ اشعار کی معنویت میں مزید اراضافہ کر دیا ہے:

ایک ہی لفظ میں سمٹے ہیں ازل اور ابد
لفظ وہ پیار ہے اور اس کے معانی تم ہو
میں ادھوری ہوں کسی مصرع اولیٰ کی طرح
میری تکمیل ہو تم مصرع ثانی تم ہو

فضاؔ موسیٰ کی غزل میں موجود تازہ فکری اور موضوعاتی بوقلمونی اس امر کے غماز ہیں کہ وہ روشن امکانات کی جواں فکر شاعرہ ہیں۔مثلاً ان کا مندرجہ ذیل شعر دیکھیے جس میں فکر بھی ہے اور حیرت بھی، یعنی افکار کی جاگیر اور حیرت کی تصویر جیسے الفاظ سے محاکات نگاری ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

یہ جو حیرت سے میں تصویر بنی بیٹھی ہوں
تیرے افکار کی جاگیر بنی بیٹھی ہوں

فضاؔ کی غزل میں موجود متعدد رنگوں میں سے ایک بنیادی اور معتبر رنگ رومانویت ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے کائنات کی بنیاد ہی محبت پہ رکھ دی ہے جس کی جھلک ہمیں کائنات کے ذرے ذرے میں دکھائی دیتی ہے،اس حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فضا کے کلام میں بھی جذبۂ محبت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔اس لیے ان کے کلام میں اخلاص اور محبت کی جھلکیاں جا بجا بکھری نظر آتی ہیں۔۔محبت اور پیار کا رنگ لیے ہوئے درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمایئے جن میں منفرد ردیف، کھنکتے قافیے اور رومانویت کا انداز واضح نظر آتا ہے:

پیار کے دیپ جلاتی ہوئی پاگل لڑکی
کوچۂ عشق میں جاتی ہوئی پاگل لڑکی
ہے وہ تتلی سی، گھٹا سی کہ فضاؔ کے جیسے
موسموں کو وہ لبھاتی ہوئی پاگل لڑکی

محبت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جذبات و احساسات ،کومل اور لطیف تاثرات کا بنیادی جذبہ انسانی جبلت میں شامل ہے۔ اس محبت اور رومانویت کا سلجھا ہوا اور مہذب اظہار سارے مشرقی ادب کا خاصا ہے اسی لیے غزل کی نمو میں اسی جذبے کا اظہار بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ مذکورہ جذبے کے متنوع زاویے فضاؔ موسیٰ کی غزل میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ رومانویت کا ایک زاویہ اور پہلو محبوب کا وصل اور قرب ہے کہ اگر وہ زندگی کا ہم سفر بن جائے تو سفر کس قدر آسان ہو جائے۔ دو اشعار دیکھیے جن میں رومانویت کے ساتھ ساتھ محبوب کے وصل کی خواہش تلمیحاتی انداز اور سہلِ ممتنع کی جھلکیاں واضح دیکھنے کو ملتی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں:

اگر وہ ہم سفر ٹھہرے سفر آسان ہو جائے
ہوائیں مصر جاتی ہیں جو دل کنعان ہو جائے

فضاؔ کی شاعری میں سادہ اور عام فہم اشعار بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی شاعری میں فکری حوالوں کے ساتھ ساتھ فنی حوالے بھی عام نظر آتے ہیں۔ صنائع بدائع کا استعمال ضرب الامثال ،محاورات ،تشبیہات، واستعارات ،شاعرانہ تعلّیٰ، چھوٹی اور بڑی ہر دو طرح کی بحریں اور تلمیحات کے علاوہ دو حرفی اور کہیں کہیں سہ حرفی تراکیب بھی بکھری نظر آتی ہیں۔ صحرائے جنوں، دم بہ دم، صیدِ قفس، خلدِ جناں، شوریدہ سری، چشمِ قاتل، حسن نگر، رقصِ جنوں، دشتِ افسوس، قافلۂ عشق، دستِ حنائی، خوئے دلبراں، بزمِ ہستی، موسمِ گل ہفت افلاک، سرِ بزمِ ناز، دشتِ افسوس، وفائے دلبراں، بوئے عاشقاں، ادائے دوستاں، عشق زاد، دشتِ تیرگی، اور ہجر زدہ جیسی تراکیب بڑی روانی سے اپنے کلام میں سموتی چلی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک شعر دیکھیے جس میں وہ بتاتی ہیں کہ اس دشتِ تیرگی میں وصال کا قحط ہے، اس لیے ہمارے جیسے ہجر زدہ لوگ آس جیسے رشتوں سے بندھے رہیں گے۔ مذکورہ شعر ہجر زدہ اور دشتِ تیرگی جیسی تراکیب کا استعمال دیکھیے:

ہے قحط اگر وصل کا اس دشتِ جنوں میں
ہم ہجر زدہ آس کے ناتوں میں رہیں گے

اسی طرح کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو جس میں ادائے دوستاں، بوئے عاشقاں اور وفائے دلبراں جیسی تراکیب بڑی فنی چابکدستی سے استعمال ہوئی ہیں، علاوہ ازیں مذکورہ شعر میں بتایا گیا ہے کہ محبوب کے بعد کسی میں نہ تو ہم نے ادائے دوستاں دیکھی، نہ بوئے عاشقاں اور وفائے دلبراں،

اس حوالے سے فضؔا لکھتی ہیں:

وفائے دلبراں دیکھی نہ بوئے عاشقاں پائی
تمھارے بعد کب ہم نے ادائے دوستاں پائی

فضؔا موسیٰ کے کلام میں فکر کے ساتھ ساتھ فن کی جھلکیاں واضح دیکھی جاسکتی ہیں۔ان کے ہاں ضرب الامثال،مختلف زبانوں کے الفاظ،محاورات اور تلمیحات کا استعمال بر جستہ اور بر محل نظر آتا ہے۔یوسف، کنعان، ابنِ مریم، فرہاد، قیس، رانجھا، ہیر اور لیلیٰ جیسی بہت سی تلمیحات ان کی شاعری کا حصہ ہیں،مثال میں ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

منتظر ہوں میں کسی قیس ، کسی رانجھے کی
میں کہ لیلائے سخن ، ہیر بنی بیٹھی ہوں

بالکل اسی طرح محاورات بھی ان کی غزلیات میں جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔سرِ تسلیم خم کرنا، کسی پہ مرنا، ستم ڈھانا اور گل کھلانا جیسے محاورات ان کی شاعری میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔مثلاً ''گل کھلانا'' کا استعمال دیکھیے

ہوا میں بو باس ہے تمھاری
یہ زلف کیا گل کھلا رہی ہے

فضؔا موسیٰ کی شاعری میں مختلف زبانوں بالخصوص ہندی الفاظ کا استعمال بھی نظر آتا ہے، مثلاً بنجارہ، گیت، جھرنوں، ڈھب اور دیپ جیسے معروف ہندی الفاظ ان کی غزل میں موجود ہیں۔ ہندی لفظ دیپ کا برجستہ استعمال ملاحظہ کیجیے:

پیار کے دیپ جلاتی ہوئی پاگل لڑکی
کوچۂ عشق میں جاتی ہوئی پاگل لڑکی

زبان و بیان کے حوالے سے روز مرہ گفتگو کو اپنے خاص اسلوب میں ڈھال کر حسن عطا کرنا کسی معرکے سے کم نہیں۔اوائل عمری میں ہی فضؔا موسیٰ کے کلام میں بہت حد تک فنی و فکری پختگی ان کے ادبی ذوق اور اعلیٰ تخیلاتی پرواز کی دلالت کرتے ہیں۔راقم کے خیال میں اُن کے کلام کی اٹھان انھیں روشن مستقبل کی نوید محسوس ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

فضاؔ کی شعری فضا میں نسائیت

یاسر رضا آصفؔ

شاعری خیالات کو لفظی شکل میں پیش کرنے کا نام ہے۔ اپنی سوچ کو لفظی پیکر میں ڈھالنے کا ہنر مسلسل ریاضت اور زیرک نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ کئی شعرا کے مطابق خیال سراسر عنایت ہے مگر خیال کو شعر میں پرونا اور یوں پرونا کہ تصویری شکل اختیار کر جائے، سراسر ہنر ہے۔ نسائی شاعری میں ادا جعفری، پروین شاکر، کشور ناہید اور فہمیدہ ریاض کے نام نمایاں ہیں۔ پاک پتن کی نسائی تاریخ میں یاسمین برکت کی آواز کے بعد خلا ہے اور اب فضا موسیٰ اپنی آواز سے پُر کرنے آن پہنچی ہے۔

مردانہ لہجے کی شاعری دبنگ اور دوبدو انداز میں ہو تو لطف دیتی ہے۔ اس کے برعکس نسوانی شاعری نرم اور گداز لہجے میں زیادہ پُر اثر ہوتی ہے۔ نسوانی شاعری کے استعارے اور علامتیں ایک الگ ہی فضا تشکیل دیتے ہیں۔ فضاؔ کے ہاں بھی ایسی شعری فضا کسی حد تک موجود ہے۔ صیغہ مونث بھی استعمال میں لایا گیا ہے اور جذبات کی شدت سے بھرپور اظہار بھی پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے ادھورے پن کا ذکر کچھ اس طرح سے کرتی ہیں:

میں ادھوری ہوں کسی مصرعِ اولیٰ کی طرح
میری تکمیل ہو تم مصرعِ ثانی تم ہو

آنکھ کی زبان آنکھ والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دل کے دروازے تک رسائی بھی آنکھوں کے رستے ہی ممکن ہے۔ یہ شعر مکمل نسوانیت اور اپنائیت کا عکاس ہے۔

آنکھوں سے تم پکارو، ادھر وقت سے بھی تیز
میں دوڑتی نہ آؤں مری کیا مجال ہے

اپنے چاہنے والے کے افکار میں خود کو ڈھال لینا بھی ایک آرٹ ہے اور یہ آرٹ فقط عورت کے حصے میں آیا ہے۔ قدرت نے اسے فطری طور پر ماحول کے مطابق ڈھل جانے کا ہنر عطا

کیا ہے۔اسی کا ذکر شاعرہ نے عمدگی سے کیا ہے۔

تم کہو اور میں ویسی ہو جاؤں
ہو گا اک دن یہ معجزہ ہو گا

خودسپردگی کا جذبہ بھی عورت کی میراث ہے۔شاعرہ نہ صرف اس پہ نازاں ہے بلکہ اسے اپنی خوبی گردانتی ہے۔

تو اگر مانگے ترے کاسے میں رکھ دوں خود کو
میں ترے خواب کی تعبیر بنی بیٹھی ہوں

ایسے اشعار جو نسوانی جذبات سے مملو ہیں اور خاص تاثر پیدا کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

رستہ تیرا دیکھ رہے ہیں
دل، آنکھیں، رخسار، سہیلی

ساتوں رنگ ہیں اس دنیا میں
آٹھواں میری جان محبت

مجھے بھی سانس لینا ہے
تبسم دان ہو جائے

فضؔا موسیٰ کی شاعری میں خاصے امکانات موجود ہیں۔امید کرتا ہوں کہ ان کے اشعار گزرتے وقت کے ساتھ مزید نکھرتے چلے جائیں گے۔یہ مجموعہ ایسی دستک ثابت ہوگا جس سے آئندہ کئی در کھلنے کے امکانات موجود ہیں۔

آس کی ڈور سے جینے کا ہنر جانتی ہے
کھلکھلاتی سی، ہنساتی ہوئی پاگل لڑکی

☆☆☆☆☆☆☆

فضا سے کہہ دو!

ڈاکٹر نوید عاجز

ڈاکٹر ریاض ہمدانی کی زیرِ نگرانی پنجاب ٹیلنٹ ہنٹ 2021ء کے ادبی اور ثقافتی مقابلہ جات کا دوسرا دن تھا۔ افسانے کا مقابلہ تھا اور میں بطور جج اپنے فرائض انجام دے رہا تھا۔ بلدیہ کے بڑے ہال میں موسیقی کا مقابلہ انعقاد پذیر تھا جب کہ میٹنگ روم میں نئے بھرتی ہونے والے پٹواری ٹریننگ لینے میں مصروف تھے۔ میں نے چار و ناچار باہر ہی کرسیاں لگوانی شروع کر دیں۔ اسی دوران ایک طالبہ مجھے کام کرتا دیکھ کر آئی اور پوچھا کہ غزل کا مقابلہ کہاں ہوگا؟ میں نے جواب دیا اس مرتبہ شاعری کا ایونٹ شامل نہیں۔ یہ غزل فاطمہ تھی، جس کی ڈائری میں چند غزلیں اس کی شاعرہ ہونے کی دلیل تھیں۔ میں نے اسے فریدیہ کالج میں بی۔ ایس کی طالبات کے سامنے اپنا کلام پیش کرنے کی دعوت دی۔ پھر ایک دن موصوفہ کے اعزاز میں ایک شعری نشست منعقد ہوئی۔ اگلے دن اس نو آموز شاعرہ غزل فاطمہ کے کلام پر بی۔ ایس باٹنی کی ایک طالبہ کا زبانی تبصرہ پروفیسر محمد عمران (کلاس ٹیچر) کی وساطت سے موصول ہوا کہ: ''اس سے بہتر کلام تو میں لکھ سکتی ہوں''۔ پھر اس نے اگلے روز ایک غزل موزوں کر کے تصحیح و تبصرے کے لیے بھجوائی جس کا مطلع درج ذیل ہے:

آس کے جگنوؤں سی سندر ہے
زندگی روشنی کا منظر ہے

پھر اگلے دن دوسری اور اس سے اگلے دن تیسری غزل موصول ہوئی۔ یوں دو اڑھائی ماہ میں ایک پورا مجموعہ تیار ہو گیا۔ بی۔ ایس باٹنی کی وہ طالبہ اس مجموعے کی خالق فضا موسیٰ ہیں۔ انھوں نے یہ مجموعہ بہت سہولت سے بہت کم وقت میں تشکیل دیا ہے۔ تخلیقِ شعر کے مدارج کی دقت انھوں نے کس درجہ جھیلی ہے اس کا درست جواب وہی دے سکتی ہیں، البتہ شعر کے وزن، تلفظ کی اہمیت، تلازمات کی موزونیت اور عروض کی بنیادی باتوں سے روشناس کرانا میری ذمہ داری تھی، جسے حتی المقدور نبھایا گیا۔ فضاؔ نے عروض کو کبھی قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا شعری آہنگ اس قدر پختگی کا حامل ہے کہ خیال عروض کی میزان پر پورا اترتا ہے۔ بہت کم مقامات پر

مصرعوں کی کاٹ چھانٹ کی نوبت آتی ہے۔ان کے شعروں کی کاٹ دیکھ کر ہمارے اکثر احباب ورطۂ حیرت میں گم ہیں۔ چند ایک کی رائے ہے کہ فضاؔ کے ہاتھ کسی کلاسیکی شاعر کا دیوان لگ گیا ہے اور ایک نئے تخلیق کار کے لیے یہ الفاظ کسی داد سے کم نہیں۔

فضاؔ کے اس شعری مجموعے میں شامل غزلیات کی ترتیب لمحہ تخلیق کے مطابق ہے۔اس سے ان کے فکری و فنی ارتقا کا جائزہ لینا آسان ہوگا۔اُن کی غزلیات کی خوب صورت زمینیں ان کے ذوقِ جمالیات کی غماز ہیں لیکن چند غزلیات انھوں نے مصرع ہائے طرح پر کہی ہیں اور نعتیہ کلام انھوں نے ادبی تنظیم ''اظہارِ نو'' پاک پتن کے نعتیہ طرحی مصرعوں پر لکھا ہے۔وہ نعت میں جذبہ فدائیت سے سرشار تو ہیں ہی لیکن غزل کی طرز کی تراکیب استعمال کر کے انھوں نے اپنے شعری اسلوب کو جس طرح برقرار رکھا ہے اور اپنے اوپر لگنے والے سب الزامات کو یقیناً دھوڈالا ہے۔ایک نعتیہ مطلع ملاحظہ ہو:

گل کہوں، چاند کہوں، یا رخِ زیبا لکھوں
تجھ کو میں صؔ، کہ یسیںؔ کہوں، کیا لکھوں

اُن کی نعت میں جاں سپاری کا جذبہ موجود ہے۔اس کے علاوہ ادب و احترام کا مثالی نقشہ ملتا ہے۔ممنونیت اور احسان مندی کی فضا بھی دیدنی ہے۔اس حوالے سے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

کہنا کہ تیرے نام سے پائی ہیں رفعتیں
''اے کوچۂ رسولؐ کی پیغام بر ہوا''
میں نے کہا محبّ ہوں آلؑ رسولؐ کی
تب سے بہشت کی ہے مری چارہ گر ہوا

فضاؔ کی شعری فضا کلاسیکی رچاؤ سے بھرپور ہے۔خیال جذبے کی شدت، الفاظ کا چناؤ اور طرزِ تراکیب سب کے سب کلاسیکی مزاج سے ہم آمیز نظر آتے ہیں۔مثال میں یہ اشعار دیکھیے:

دیکھ انگشتِ حنائی تری، سر وارتے ہیں
تیرے عشاق ہیں جو ہوش و نظر وارتے ہیں
تشنہ آزار دل ہوا ہے یہ
تیرے غمزہ پہ بار آیا ہے

بے ساختگی و برجستگی کی خوبی فضاؔ کے کلام کو دلآویزی عطا کرتی ہے۔انھوں نے نسائی

جذبوں کا مردانہ وار اظہار کر کے اپنی ذات کے عزم و یقین کا برملا اعلان کیا ہے۔ وہ رسم و رواج کی دیوار کو مسمار کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔ انھیں یہ حوصلہ اپنے جذبوں کی صداقت سے ملتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

تو اگر مانگے ترے کاسے میں رکھ دوں خود کو
میں ترے خواب کی تعبیر بنی بیٹھی ہوں

آنکھوں سے تم پکارو، ادھر وقت سے بھی تیز
میں دوڑتی نہ آؤں مری کیا مجال ہے

فضاؔ کی غزل میں تلمیح، تجنیس اور تضاد کی بھی عمدہ مثالیں ملتی ہیں لیکن صنعتِ جمع کا نکھرا ہوا شعور فطری طور پر انھیں ودیعت ہوا ہے۔ قریب قریب ہر غزل میں ایک شعر جمع کا دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثالیں دیکھیے:

گل ہو ، گہر ہو، لعل ہو کہ پورا چاند ہو
یہ سب تمھارے حسن کے آگے حقیر ہیں

رنگ، تتلی، کلی، صبا، شبنم
یہ فضاؔ کے ہیں خدوخال ہوئے

میں بنوں یا تم بنو یا غیر ہو
شہر کو تو بس تماشا چاہیے

تلمیح کا عمدہ استعمال تخلیق کار کی فنی پختگی اور صاحبِ مطالعہ ہونے کا عکاس ہوا کرتا ہے۔ فضاؔ کے ہاں کنعان کی تلمیح محبت کے متنوع رنگوں کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔ ایک شعر دیکھیے:

ہوائیں مصر جاتی ہیں
جو دل کنعان ہو جائے

میں حسن زادہ ہوں کنعاں وطن سے آیا ہوں
کہ مجھ پہ تہمتیں دھرنا تمھیں مبارک ہو

کلاسیکی مزاج کی حامل اس شاعرہ کے ہاں جدید طرزِ احساس کی بھی جھلک دکھائی دیتی ہے جو مستقبل میں ان کے لیے نئے موسموں کی نوید ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ وہ ایک نئے لہجے، نئے

مضامین اور نئے اسلوب سے سامنے آئیں۔اس صبحِ نو کا پتا دینے والے درج ذیل اشعار دیکھیے :

میں کہ اک عکس ہوں گمنام سا، پس منظر ہوں
کب، کہاں، کیسے، کسی طور، کہیں، رہنے دے

تم کہو اور میں ویسی ہو جاؤں
ہو گا اک دن یہ معجزہ ہو گا

امید ہے فضاؔ کا یہ پہلا شعری مجموعہ جذبہ محبت کی شدت، اظہار کی بے ساختگی، اسلوبِ بیان کی تازگی اور تشبیہ و استعارہ کی کلاسیکی طرز کے باعث اہلِ ذوق سے بھر پور دادو تحسین سے نوازا جائے گا۔ جذبوں کی شیرینی وخلوص کے حامل چند اشعار قارئین کی خدمت میں پیش کر کے اجازت چاہوں گا:

کاش اک بار غزل سننے کو آئے وہ فضاؔ
اور میں کہہ دوں سبھی شعر تمھارے ہوئے ہیں

ساتھ چلنے کا ہنر دے کے بچھڑنے والے
چال میں کیسے وہ پہلی سی روانی آئے

حیرتیں ان کے سامنے گم ہیں
کیا صباحت ہے، کیا جوانی ہے

ہمارے حصے میں آئے جفا کے سب موسم
وفا کریں گے جو کہتے تھے، سارے چھوٹ گئے

تیرگی بخت کی یک لخت کہاں بدلے گی
پھول جب تک نہ ترے لفظ و بیاں سے آئیں

خوشبو، بارش، چاند، فضاؔ
آؤ کوئی تقصیر کریں

☆☆☆☆☆☆☆

آئینہ ذات

فضا موسیٰ

شعر گری تو ایک فن ہے۔ میں کہاں اور یہ فنِ بسیط کہاں؟ لفظوں سے خوشبو تلاشنے کا ہنر وہی جانتے ہیں جو نقش سے تعبیر ذات کا سفر کر سکیں۔ اظہارِ ذات کی منزل اور ایک لڑکی جس کے جسم و جان تو کیا سوچ پہ بھی پہرے ہیں، گمان سے خیال تک پور پور پہ زنجیریں۔ ایسی صورت ہے کہ خواب بھی نیند کی چوکھٹ پہ آ کے خوف زدہ کہ کہیں کوئی جان نہ لے۔

وقت کا سورج ہو یا سے کا چاند یا کوئی آوارہ کرن، اس اندھیر میں آنے کا ہنر نہ جان سکا۔ اس لمحہ ملال میں کوئی خیال کبھی ترنگ میں آ کے روح کی کشتی پہ سوار جیون دھارا کے بہتے پانی میں ہلچل مچا دے تو ناچار بے چارگی کا قالب لیے کوئی مصرع دھیمے سروں میں زندگی کی تان پہ جذبات کے سروں کا گیت چھیڑے دیوانگی کا روپ دھار لیتا ہے۔ میں اس کے سروں میں بہتے بہتے جانے کتنے عکس بنتی ہوں، کتنے خواب دیکھتی ہوں، کتنے لمحوں کو اس رومان انگیز جسم کی خوشبو میں محسوس کرتی ہوں یہ بتانا مشکل ہے مگر ہر لمحہ، ہر خیال، ہر خواب جب اظہار طلب دیکھوں تو کچھ الٹا سیدھا لکھتی ہوں، جن کی ترتیب شدہ صورت آپ کے سامنے ہے۔

یہ آئینہ ذات یہ لفظ، یہ خواب، یہ خیال اور ان کے پس منظر میں کھڑا ہنستا مسکراتا چہرہ جو مصرعوں، شعروں، غزلوں کو سانسوں کی حرارت سے تاثیر دے رہا ہے۔ ایک شاعرہ کے لیے نویدِ زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

نعت

کب سلیقہ ہے کہوں لفظ جو ہوں اُنؐ کی مثال
اُنؐ کے ہی ذکر نے بخشے ہیں مجھے عمدہ خیال

اُنؐ کے ہی دامنِ دولت سے ملا ہے سب کو
اُنؐ کے ہونے سے زمانے ہوئے شاداں و نہال

اُنؐ کی سیرت سے ہے تہذیب کی تہذیب ہوئی
اُنؐ کی صورت سے جہاں بھر نے یہ پایا ہے جمال

منتظر مسجدِ اقصیٰ میں نبی تھے سارے
دیکھنے کے لیے سرکارؐ کی رحمت کا کمال

میں گدائے شہِؐ بطحا ہوں یہ قسمت میری
اُنؐ کی نسبت سے ہی پایا ہے فضا نے یہ کمال

نعت

مجھ پر نزولِ رحمتِ شاہِ امم ہوا
جب سے عطا مدینہ کے شہؐ کا علم ہوا

بزمِ سخن کی ابتدا ذکرِ حبیبؐ سے
صد شکر مجھ پہ شاہ کا کیسا کرم ہوا

طیبہ کی آب وِ گل سے میں تاوقت دور ہوں
اے کاتبِ نصیب! یہ کیسا ستم ہوا

مجھ خانماں خراب سے جو نعت ہو گئی
مجھ کو لگا کہ دوسرا میرا جنم ہوا

تیری بلائیں لیتے ہیں تا آدم و مسیح
تیری ہی نسلِ پاک کا جاری علم ہوا

آخر میں اذن پا کے جنابِ رسولؐ سے
کہتی ہے یہ فضؔا کہ مبارک قلم ہوا

نعت

جانا جناب احمد مرسلؐ کے در، ہوا!
حاضر مری جبیں ہی نہیں دل جگر ہوا!

کہنا کہ تیرے نام سے پائی ہیں رفعتیں
اے کوچہ رسولؐ کی پیغام بر ہوا!

میں نے کہا محبّ ہوں آلِ رسولؐ کی
تب سے بہشت کی ہے مری چارہ گر ہوا!

ہے میری التجا یہ بجانب رسولِ ؐ پاک
مجھ کو ملے تو چوم لوں میں اُن ؐ کا در ہوا!

احمدؐ کے دشمنوں کا ٹھکانہ کہیں نہیں
پیغام ہے تبوک و حنین و بدر ہوا!

میرا خیال خام ہے، بے کار میرے لفظ
ہوتی نہ ساتھ ان کی یہ نسبت اگر ہوا

اک میں ہی بس نہیں ہوں فدائے نبیؐ فضاؔ
ہیں آسماں، زمیں، شجر اور حجر، ہوا

نعت

اُسی کے اسمِ اعظم سے ہی دل کو شاد کرنے میں
بہت ہی لطف آتا ہے نبیؐ کو یاد کرنے میں

بہ نامِ احمدؐ مرسل حدیثِ دل میں کہتی ہوں
کرم اُنؐ کا ہی شامل ہے مری فریاد کرنے میں

زمیں تا آسماں ہیں منتظر نورِ مجسم کے
حیاتِ جاوداں ملتی ہے ان کو یاد کرنے میں

انھی کے ذکر سے دونوں جہاں نے زندگی پائی
وہی ہیں کارفرما بس جہاں آباد کرنے میں

محمدؐ کی محبت سے فضاؔ کا دل دھڑکتا ہے
یہی اک آسرا کافی ہے دل کو شاد کرنے میں

نعت

گل کہوں، چاند کہوں یا رخِ زیبا لکھوں
تجھ کو میں ص کہ یٰسین کہوں، کیا لکھوں

آدم و نوح، براہیم و مسیح و موسیٰ
سب نے مجھ سے ہے کہا اُنؐ کو اثاثہ لکھوں

ذاتِ احمدؐ جو ہے تخلیق میں اوّل اُس کو
لوح و تقدیر کہوں، زندہ صحیفہ لکھوں

وہ مرا پہلا وسیلہ مری امید وہی
اُنؐ پہ قربان سبھی کچھ انھیں اپنا لکھوں

گر خدا مجھ کو ملا اس سے میں پوچھوں گی فضاؔ
کیسی تھیں آنکھیں بتا کیسا تھا چہرہ لکھوں

استغاثہ

بحضورِ سرورِ کائناتؐ

جہل و ظلمت ہیں گھیرے ہمیں چار سو
ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ

حشر میں اک سماں ہو گا دیکھیں گے جب
چہرۂ مصطفےٰؐ اُمتی یا نبیؐ

نور ہی نور ہیں احمدؐ و فاطمہؑ
ہوں حسینؑ و حسنؑ کہ علیؑ یا نبیؐ

ہو نگہ اک، بھنور میں ہے امت گھری
ہم کو گھیرے ہے اب تیرگی یا نبیؐ

آپ کی رحمتوں میں زمین و زمن
آپ ہی سے ملی زندگی یا نبیؐ

حق ہوا جلوہ گر آپ کی ذات میں
حق کی ہیں آپؐ ہی روشنی یا نبیؐ

مجھ فضاؔ کے لیے ہے یہ سامانِ حشر
نعت میں نے جو یہ ہے لکھی یا نبیؐ

غزل

کوئی دھوکا سا ہوا ہو جیسے
اشک ہونٹوں کو چھوا ہو جیسے

ایک خوشبو تھی ہوا میں ہر سو
دل نے اک نام لیا ہوا جیسے

آگ ہی آگ ہے اب چاروں طرف
دل کہ جلتا سا دیا ہوا جیسے

جا کے کنعاں میں ہوا کہنے لگی
شاہ ، بے مول بکا ہو جیسے

آ کے اب دیکھ مسیحا میرے
درد کا نام فضاؔ ہو جیسے

غزل

آس کے جگنوؤں سی سندر ہے
زندگی روشنی کا منظر ہے

مجھ کو تجھ تک کا ہے سفر درپیش
دلبری تیری میری رہبر ہے

ہم بھلا کیسے جیت سکتے ہیں
اُس کی شوخی تو ایک اخگر ہے

عمر گزری ہے رائیگانی میں
اب تو جنت ہے، جو میسر ہے

اے فضاؔ! مسکرا کے دیکھ ہمیں
مجھ بتِ خاک کا تو محور ہے

غزل

میں جو دریا ہوں تو دریا کی روانی تم ہو
ایسا کردار ہوں میں جس کی کہانی تم ہو

ایک ہی لفظ میں سمٹے ہیں ازل اور ابد
لفظ وہ پیار ہے اور اس کے معانی تم ہو

تشنگی مجھ میں ہے صحرائے جنوں کی مانند
بہرِ تسکین کسی ابر کا پانی تم ہو

میں ادھوری ہوں کسی مصرع اولیٰ کی طرح
میری تکمیل ہو تم مصرع ثانی تم ہو

عشق والوں کو جو وہ سمت نمائی بخشے
اے فضا! عشق کے رستے کی نشانی تم ہو

غزل

حیرت ہے، مے کدہ ہے کہ جنت خیال ہے
اک خوش نما سراب میں بھٹکا غزال ہے

دیکھے جو تجھ کو، دیکھ کے پھر ہوش میں رہے
باطل ہے اس کا دعویٰ، بڑا کج خیال ہے

قربت نے تیری بخش دیے فاصلے مزید
مجھ کو، مرے نصیب کو، سب کو ملال ہے

آنکھوں سے تم پکارو، ادھر وقت سے بھی تیز
میں دوڑتی نہ آؤں مری کیا مجال ہے

یاد اس کی ہے فضاؔ مری سانسوں میں دم بہ دم
رک جائے اک گھڑی بھی تو جینا محال ہے

غزل

دیکھنے تجھ کو اگر چاند ادھر آئے گا
اذن پائے گا نہ جب، تھامے جگر آئے گا

ہجر لمحے مری غزلوں میں ہیں ایسے ٹھہرے
مجھ کو اب کیسے کوئی اور ہنر آئے گا

منتظر دل ہی نہیں ساتھ میں ہیں آنکھیں بھی
مجھ میں اک بار نہیں بارِ دگر آئے گا

دید کی آخری حد تک جو اسے دیکھا ہے
ہر طرف اب مجھے وہ چہرہ نظر آئے گا

حسن اس کا ہے فضّا سارے زمانے کے لیے
چاند ہے وہ بھلا کب تیرے ہی گھر آئے گا

غزل

حیرت کو تصویر کریں
خوابوں کو تعبیر کریں

تجھ کو دیکھنے والے سب
حشر ہی بس تحریر کریں

میں ہوں، تم ہو اور گگن
آؤ اسے جاگیر کریں

ہم نے آپ کو چاہا ہے
جو چاہیں تعزیر کریں

خوشبو، بارش، چاند، فضاؔ
آؤ کوئی تقصیر کریں

غزل

ایسا چہرہ جو دیکھتا ہو گا
چاند حیرت میں کھو گیا ہو گا

تم کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہا
عکس حیران رہ گیا ہو گا

حسن زادی ترے جمال کے بعد
چاند بے چارہ قیس سا ہو گا

تم کہو اور میں ویسی ہو جاؤں
ہو گا اک دن یہ معجزہ ہو گا

میں ہوں کردار تم کہانی ہو
حشر اب اس میں رونما ہو گا

مجھ سے ملنے کے، دیکھنے کے، فضاؔ
خواب وہ بھی تو دیکھتا ہو گا

غزل

دشتِ افسوس میں اک پھول کھلا ہو جیسے
تو خزاں زاد شجر سے ہی ملا ہو جیسے

ایک مدت سے بیابانی تھی دل میں میرے
تو مرے غم مرے ہر دکھ کا صلہ ہو جیسے

روح مجروح تھی اورادھڑے تھے ٹانکے دل کے
تیرے آنے سے ہر اک زخم سلا ہو جیسے

تم سے بچھڑیں تو کسی طور بھی ہم جی نہ سکیں
سانس تو سانس ہے تم دل کی جلا ہو جیسے

تم فضاؔ چھائی ہو اک ابرِ کرم کی صورت
ہم نہ مل پائے یہی خود سے گلہ ہو جیسے

غزل

باتوں سے بھی آگے تری سانسوں میں رہیں گے
دن جب بھی پھرے ہم تری راتوں میں رہیں گے

دوڑیں گے ترے جسم میں ہم بن کے محبت
ہم زندہ ترے عشق حوالوں میں رہیں گے

ہے قحط اگر وصل کا اس دشتِ جنوں میں
ہم ہجر زدہ آس کے ناتوں میں رہیں گے

اے ابرِ محبت! نہ ترا پہلو ملا تو
ہم صیدِ قفس ہجر کی گھاتوں میں رہیں گے

خوشبو ہے کہ سایہ ہے مرا، گل کہ فضاؔ ہے
اک خواب ہے، ہم ایسے ہی خوابوں میں رہیں گے

غزل

نیند آنکھوں میں نہیں خواب کہاں سے آئیں
ہم سے دیوانوں کو کیا سنگ جہاں سے آئیں

تیرگی بخت کی یک لخت کہاں بدلے گی
پھول جب تک نہ ترے لفظ و بیاں سے آئیں

میں ترے عشق میں کچھ ایسے فنا ہو جاؤں
لینے رضوان مجھے خلدِ جناں سے آئیں

مجھ سزاوار کی ہے تیرے لبوں سے امید
یہ نہ ہو آنکھیں نکل اشکِ رواں سے آئیں

ایک شوریدہ سری ہے جو فضاؔ پر طاری
پھول آئیں یا بھلے سنگ، بتاں سے آئیں

غزل

ہجر اثاثہ رہ جائے گا
درد خلاصہ رہ جائے گا

آدم زاد سے لغزش ہو گی
ہاتھ میں کاسہ رہ جائے گا

زخم تمھارے ہیرے موتی
درد ذرا سا رہ جائے گا

شعر نگر میں نام ہمارا
اچھا خاصا رہ جائے گا

سب کی پیاس بجھانے والا
دریا پیاسا رہ جائے گا

آج تمھارے ساتھ فضؔا بس
جھوٹ دلاسا رہ جائے گا

غزل

لبوں کی لالی بتا رہی ہے
کلی یہ خوشبو بنا رہی ہے

یہ رخ پہ گیسو بکھر رہے ہیں
کہ رات سورج پہ چھا رہی ہے

ہوا میں بو باس ہے تمھاری
یہ زلف کیا گل کھلا رہی ہے

کسے خبر تیری چشمِ قاتل
ستم ہیں کیا کیا جو ڈھا رہی ہے

ہنسی کا کوئی تو حل نکالو
فضؔا کو پاگل بنا رہی ہے

غزل

حسن نگر کے سارے پنچھی مر جائیں گے
عکس تمھارے حشر بپا سا کر جائیں گے

ہجر وصال کے جھگڑوں سے ہم دور بہت ہیں
رقص جنوں کی رسم تو پوری کر جائیں گے

تجھ پر مرنے والوں کی تو بات ہی کیا ہے
مرتے مرتے آخر اک دن مر جائیں گے

تیری تان پہ جھومیں گے یہ سب دیوانے
اور نچھاور اپنا سب کچھ کر جائیں گے

قیس میاں کے قصے بھی ہم جانتے ہیں سب
تم سمجھے ہم عشق میں شاید ڈر جائیں گے

پاگل لڑکی شعر جنوں کا قصہ ہے سن!
کون سنے گا جب کردار مکر جائیں گے

غزل

تمھارے ساتھ کے سب استخارے چھوٹ گئے
ملے ہیں درد خوشی کے سہارے چھوٹ گئے

ہمارے حصے میں آئے جفا کے سب موسم
وفا کریں گے جو کہتے تھے سارے چھوٹ گئے

نظر نظر میں دیے سب نے کتنے درد ہمیں
سرور و لطف کے تھے جو نظارے چھوٹ گئے

ہماری ناؤ کے در پے بھنور ہزار ہوئے
جو منزلوں کا نشاں تھے کنارے چھوٹ گئے

ہے پور پور میں ٹھہرا فضاؔ کی درد نیا
خوشی کے لمحے جو مل کے گزارے چھوٹ گئے

غزل

مجھ پہ ہے ظلم کہ ملنا بھی گوارا نہ کیا
ملنا تو دور کوئی رسمی اشارہ نہ کیا

خاک تھی مجھ کو بھی اکسیر درِ جاناں کی
پر کسی نے بھی مرے درد کا چارہ نہ کیا

تھی مرے سامنے دنیا بھی حسیں، بانہیں بھی
پر ترے عشق نے کچھ اور گوارا نہ کیا

تیری ان سرمگیں آنکھوں نے بھی پھیری آنکھیں
مجھ پہ ٹھہری نہ نظر پاس ہمارا نہ کیا

دشتِ افسوس کے رہرو کو یوں چھیڑو نہ فضؔا
تیرے کوچے سے کبھی جس نے کنارا نہ کیا

غزل

آنکھ سے دُور سہی، دل کے قریں رہنے دے
میری ہر سانس میں تو خود کو مکیں رہنے دے

میں کہ اک عکس ہوں گمنام سا پس منظر ہوں
کب کہاں کیسے کسی طور کہیں رہنے دے

اک نظر مجھ پہ مرے ماہِ منیر ایسی ہو
کب طلب میں نے کیا زر یا نگیں، رہنے دے

میں ہوں اس قافلۂ عشق سے بچھڑا راہی
میرا کب ٹھور ٹھکانہ ہے کہیں، رہنے دے

تجھ سے منسوب ہوئی، تجھ سے ہی منسوب رہوں
غیر کے آگے جھکے گی یہ جبیں، رہنے دے

دل میں یا آنکھ میں یا دستِ حنائی میں فضؔا
تیری مرضی ہے جہاں چاہے، وہیں رہنے دے

غزل

یہ مری آنکھ کا جو پانی ہے
پوچھ مت اس میں کیا کہانی ہے

میں نے دیکھا ہے اُس کے لہجے کو
اُس میں جہلم کی سی روانی ہے

قصۂ دل بھی تم سے کہنا ہے
روح کی داستاں سنانی ہے

آنکھ ہے شبنمی سے گالوں پر
رات رنگوں میں اب بتانی ہے

حیرتیں ان کے سامنے گم ہیں
کیا صباحت ہے، کیا جوانی ہے

جان و دل تم پہ وار بیٹھی فضاؔ
کیا غضب کی تری دوانی ہے

غزل

جس کو بھی، جب بھی سہارا چاہیے
پیار سے ہم کو پکارا چاہیے

میں بنوں یا تم بنو یا غیر ہو
شہر کو تو بس تماشا چاہیے

ڈوبنے والے کو میرے دوستو
ایک تنکے کا سہارا چاہیے

دیکھنے کی آس دل میں ہے جواں
وہ دکھائیں جو بھی دیکھا چاہیے

عاشقاں سب قتل ہو ہو مٹ گئے
اے ہوس! تجھ کو بھی کیا کیا چاہیے

تنگ ہوں جتنا تمھارے ہاتھ سے
زندگی کیا اور جینا چاہیے

ہے فضاؔ کچھ مضطرب تو کیا ہوا
شعر کہنے کو بھی قصہ چاہیے

غزل

ریت کیسے اسے الفت کی نبھانی آئے
''جب سمجھ میں نہ محبت کے معانی آئے''

میں یہ سمجھی تھی کہ تم سے ہے نظامِ ہستی
کیا غضب تم سے ہی اب آنکھ میں پانی آئے

ساتھ چلنے کا ہنر دے کے بچھڑنے والے
چال میں کیسے وہ پہلی سی روانی آئے

دیکھ کے اس کو بہک جائیں فرشتے بھی یہاں
جب کبھی لے کے وہ جھرنوں سی جوانی آئے

وقت کی نبض کو میں خوب سمجھتی ہوں فضاؔ
ذہن و دل میں نہ کوئی یاد پرانی آئے

غزل

جاتے ہوئے جانِ جاں تصویر دکھا جانا
گر دل نہ ملے پھر بھی تم آنکھ ملا جانا

ہے چاند بہت نازاں تجھ حسن کے جادو پر
جب چاندنی رات آئے چھب اپنی دکھا جانا

خوشبو ہو کہ چندا ہو، گل ہو کہ عوارض ہوں
تم سے ہی سبھی نے ہے جینے کا مزا جانا

تم حسن معطر ہو، میں دیکھنے جب آؤں
مجھ کو تو مرے ہم دم، پروانہ بنا جانا

اس جہل کی شب میں اب تم پر بھی یہ لازم ہے
کچھ آس کی شمعیں تم شعروں سے جلا جانا

آؤ نہ فضآ اب ہم یوں تھام لیں خواب اپنے
میں شب کو بلاتا ہوں چندا سی تم آ جانا

غزل

ذکر میرا وہ کریں منظور کیوں
جانے وہ الفت سے ہیں معذور کیوں

پوچھتی ہے تم سے یہ میری وفا
جان کر مجھ سے ہوئے رنجور کیوں

آن بیٹھے وہ نظر کے سامنے
قبلہ و کعبہ ہو اب منظور کیوں

ہیں میسر ان کی مست آنکھیں جنھیں
وہ اٹھائیں بادہ و انگور کیوں

تم فضاؔ جب ہو مری محبوب تو
پھر میں دیکھوں حسن کیا اور حور کیوں

غزل

وفائے دلبراں دیکھی نہ بوئے عاشقاں پائی
تمھارے بعد کب ہم نے ادائے دوستاں پائی

مری ہستی تمھارے بن خزاں آلود موسم ہے
تمھارے ساتھ سے میں نے بہارِ ششِ جہاں پائی

حسابِ درد کو تم ٹال رکھو بادہ نوشی تک
کہ ہجرِ یار کی مے سے ہے یہ آہ و فغاں پائی

بلائے آسمانی کو نہ سمجھا کچھ مگر یہ دل
ترے ترکِ تعلق سے ہے وحشت بے نشاں پائی

تری ہستی فضائے زیست کا سامان ہے ہمدم
تجھی سے دل نکمے نے ہے خوئے دلبراں پائی

غزل

ہوائے دید کا چلنا تمھیں مبارک ہو
قفس زدوں کا مچلنا تمھیں مبارک ہو

ہمارے ہاتھ لگے ہو خریدیں کیوں نہ تمھیں
نگاہِ ناز پہ بکنا تمھیں مبارک ہو

میں حسن زادہ ہوں، کنعاں وطن سے آیا ہوں
کہ مجھ پہ تہمتیں دھرنا تمھیں مبارک ہو

مرا نصیب کہ مجھ پر نگاہ بھی نہ ہوئی
مرا وہ ہاتھ یوں ملنا تمھیں مبارک ہو

وہ اک نظر کہ شرابوں کے جام جیسی ہے
اب اس سے پینا ، بہکنا تمھیں مبارک ہو

غزل

پیار کے دیپ جلاتی ہوئی پاگل لڑکی
کوچۂ عشق میں جاتی ہوئی پاگل لڑکی

جس کو اَن دیکھے جزیروں کی تمنا ہے بہت
باتیں اس ڈھب کی بناتی ہوئی پاگل لڑکی

وہ فقط مجھ کو سنانے کی لگن رکھتی ہے
گیت جھرنوں کے سے گاتی ہوئی پاگل لڑکی

آس کی ڈور سے جینے کا ہنر جانتی ہے
کھلکھلاتی سی، ہنساتی ہوئی پاگل لڑکی

ہے وہ تتلی سی ، گھٹا سی کہ فضاؔ کے جیسے
موسموں کو وہ لبھاتی ہوئی پاگل لڑکی

غزل

اپنی تصویر بھی یوں مجھ سے چھپاتی کیوں ہو
دوسرا چہرہ بہانے سے دکھاتی کیوں ہو

تم کو معلوم ہے بنجارے کہیں ٹھہرے ہیں؟
جانے والوں کو بھلا ایسے بلاتی کیوں ہو

ایک شاعر کا یہ شکوہ ہے شکایت بھی ہے
جب دکھانی نہیں تصویر بناتی کیوں ہو

تم بھی مشتاقِ محبت ہو سبھی جانتے ہیں
جذبۂ دل کو بتاؤ تو چھپاتی کیوں ہو

جب ترے بس میں نہیں روگ محبت والا
تم فضؔا دل کو یہی روگ لگاتی کیوں ہو

غزل

وہی ہم ہیں، وہی تم ہو، وہی دل کی تمنا ہے
تمھارے قرب کی سب خوشبوؤں کا بھید پانا ہے

تمھارے نام سے آباد ہے یہ بزمِ ہستی بھی
تمھارے دم سے ہی یہ موسمِ گل کا فسانہ ہے

وفائے گل کے سب قصے بھی ہیں منسوب تم ہی سے
تمھی سے بلبلوں نے عاشقی کا راز جانا ہے

نظر انداز کرنے کا ہنر تم نے کہاں سیکھا
بہت بیداد گر ہو تم، تمھیں اتنا بتانا ہے

زمینِ دل پہ آج اترو صبا ہے منتظر کب سے
فضاؔ بھی کیف پرور ہے بڑا موسم سہانا ہے

غزل

دیکھ انگشتِ حنائی تری، سر وارتے ہیں
تیرے عشاق ہیں جو ہوش ونظر وارتے ہیں

پھول تکتے ہیں تجھے رنگ ہیں قرباں تجھ پر
ہفت افلاک تو سب شمس و قمر وارتے ہیں

تیرے آ جانے سے آتی ہیں بہاریں جاناں
تیرے آ جانے پہ دل بارِ دگر وارتے ہیں

وہ حدی خوان ہوں، شاعر ہوں کہ ہوں اہلِ جنوں
اک جھلک پر تری سب اپنی نظر وارتے ہیں

آنکھیں مشتاق ہیں، دل کھول کے در بیٹھا ہے
تیرے آنے پہ فضاؔ سارا ہی گھر وارتے ہیں

غزل

دل کے اندر نہ مجھے آنکھ سے باہر سمجھو
میں وہ قطرہ ہوں کہ ہے جس میں سمندر، سمجھو

میں جو حیرت سے ہی تصویر بنی بیٹھی ہوں
میری حیرت کو مرا عکس مکرر سمجھو

ہیں تو آنکھیں ہی مگر بادہ و جام اُن پہ نثار
وہ نظر بھر کے جو دیکھیں اسے ساغر سمجھو

جس کو صحراؤں میں بھٹکے ہوئے رکھتے ہیں عزیز
میں ہوں وہ قطرہ مجھے عین سمندر سمجھو

اشک ہے، قطرہ ہے یا ابر سے ٹوٹا تارا
یہ فضؔا جو بھی ہے اب تم اسے گوہر سمجھو

غزل

ہجر زدوں کا در دیکھا ہے
ہم نے جی کر مر دیکھا ہے

وقت برا تو آیا نہیں ہے
اچھا وقت مگر دیکھا ہے

دیکھ سکے نہ دل کہ جگر ہے
میں نے وہ خنجر دیکھا ہے

ایک خدا اور ایک محبت
من کو کب کافر دیکھا ہے

تب سے پیاس بڑھی ہے جب سے
آنکھوں کا ساغر دیکھا ہے

بھوک کے نام پہ ڈستے رشتے
زیست کو یوں کیوں کر دیکھا ہے

اُس کو فضا کیا اس دنیا سے
جس نے عشق کا در دیکھا ہے

غزل

موسموں کو قرار آیا ہے
یار چلمن کے پار آیا ہے

میری تصویر دیکھنے والو
کیا تمھیں اعتبار آیا ہے

کیا غرض مجھ کو ابنِ مریم سے
تجھ کو دیکھا، قرار آیا ہے

تشنہ آزار دل ہوا ہے یہ
تیرے غمزہ پہ بار آیا ہے

ہفت اقلیم کی خبر لیجے
شعر پر پھر خمار آیا ہے

غزل

تمھاری آنکھوں میں دلبری کے ہیں رنگ سارے فضا سے کہنا
تمھارے گالوں کے رنگ فطرت کے ہیں نظارے فضا سے کہنا

تمھارے گیسو ہیں دھوپ چھاؤں کو رات کرتے، حیات کرتے
ہیں لب تمھارے کہ رات موسم کے فجر تارے، فضا سے کہنا

تمھارے ہونے سے زندگی ہے تمھارے ہونے سے ہر خوشی ہے
تمھارے ہونے سے موسموں میں بھی ہیں نظارے، فضا سے کہنا

تُو اے پری وش! ہے خوشبو، بادل، دھنک سراپا، ہمہ گلستاں
تمھارے ہونے سے رنگ و بو میں ہیں حسن سارے، فضا سے کہنا

تو خوابِ ہستی کا ہے نظارہ، تو میرے ہونے کا استعارہ
ہے زندگانی ہماری جیسے ہوں دو کنارے فضا سے کہنا

میں پاس آ کر بکھر بھی جاؤں تو بڑھ کے مجھ کو سمیٹ لینا
یہ خواب پہلو امنگ کے ہیں مچلتے دھارے فضا سے کہنا

غزل

ہم کہ زندانی ہیں جس کے پیار کے
چھیڑیے قصے نگاہِ یار کے

موت کی وادی ہے جلوہ حسن کا
عشق کے سب دائرے ہیں دار کے

آنکھ کے تیور، مَیں اُن کے کیا کہوں
دل جگر چھلنی ہیں اس تلوار کے

اُن سے دوری جان لیوا ہو گئی
قرب کے وعدے تھے مجھ سے یار کے

تم فضؔا مجھ زیست کا سامان ہو
اولیں ہو آخریں بھی پیار کے

غزل

یہ جو حیرت سے میں تصویر بنی بیٹھی ہوں
تیرے افکار کی جاگیر بنی بیٹھی ہوں

تو اگر مانگے ترے کاسے میں رکھ دوں خود کو
میں ترے خواب کی تعبیر بنی بیٹھی ہوں

اب تمھارے ہی تصور میں ہے جینا، مرنا
تجھ ارادوں کی میں تدبیر بنی بیٹھی ہوں

منتظر ہوں میں کسی قیس، کسی رانجھے کی
میں کہ لیلائے سخن ہیر بنی بیٹھی ہوں

مجھ کو کب دعویٰ ہے کب شعر کہا ہے میں نے
میں تو خوشبو ہوں فضاؔ گیر بنی بیٹھی ہوں

غزل

قصہ گو کردار بنا
مجھ کو پُر اَسرار بنا

خود آگاہی نعمت ہے
اس کو مت آزار بنا

بولنے والی آنکھوں کو
دل میں رکھ دلدار بنا

حسن و عشق سے آگے بھی
دنیا ہے، معیار بنا

شعر میں اس کا قصہ چھیڑ
شعر فضؔا شہکار بنا

غزل

جو نظر نظر میں سما رہا ترا کون تھا
پسِ آئنہ جو کھڑا رہا ترا کون تھا

وہ جو جانتا تھا تمھارے خواب و خیال سب
جو حقیقتوں میں بسا رہا ترا کون تھا

یہ جہانِ وسوسہ ساز سارا گمان ہے
وہ جہاں نما جو بنا رہا ترا کون تھا

جسے حسرتیں تھیں اکیلے جینے کا روگ تھا
جو اداسیوں سے بجھا رہا ترا کون تھا

جو فضؔا کو دیکھنے کے لیے بڑی دیر تک
سرِ بزمِ ناز کھڑا رہا ترا کون تھا

غزل

وہ میرا مان ہو جائے
تو حاضر جان ہو جائے

اُداسی جان لیتی ہے
جو یار انجان ہو جائے

اگر وہ ہم سفر ٹھہرے
سفر آسان ہو جائے

ہوائیں مصر جاتی ہیں
جو دل کنعان ہو جائے

مجھے بھی سانس لینا ہے
تبسم دان ہو جائے

فضاؔ کے راستوں میں دل
گھڑی مہمان ہو جائے

غزل

کہتے ہیں اس جہاں کے یہ قصے حقیر ہیں
جاناں تمھارے خواب بھی کتنے شریر ہیں

ہم آسمانِ زیست کے تابندہ لوگ تھے
ہم تیرے در پہ آ کے بنے جو فقیر ہیں

مصرع کمر ہے، شعر سی تصویر ہے تری
تجھ خوبرو کو دیکھنے آئے جو میؔر ہیں

تیری رضا پہ ہے سرِ تسلیم خم مرا
تجھ زلف کے اے شوخ پرانے اسیر ہیں

گل ہو، گہر ہو، لعل ہو یا پورا چاند ہو
جاناں تمھارے حسن کے آگے حقیر ہیں

بزمِ فضاؔ میں ناز کا کیا کام گل بدن
یاں آئے بادشاہ بھی بن کر فقیر ہیں

غزل

جینے کا سامان محبت
گر بخشے مسکان محبت

ساتوں رنگ ہیں اس دنیا میں
آٹھواں میری جان محبت

رقص زمانہ کرتا ہو گا
سُر سنگیت جہان محبت

قصے تیری ان آنکھوں کے
سُن کر حیران ہے محبت

عمریں بیتی جاتی ہیں پر
ٹھہری ہے ہر آن محبت

چاند چکور سا عکس تمھارا
عشق جنوں اور مان محبت

آؤ فضاؔ ہم کرتے ہیں نا!
اک دوجے کو دان محبت

غزل

شعر و شاعر سبھی کمال ہوئے
لب ہلے اور پل خیال ہوئے

میں نے یزداں سے پوچھنا یہ ہے
کیسے یوسف ہیں خوش جمال ہوئے

تیرے ہونٹوں کا تذکرہ نہ ہوا
ختم سارے سخن خیال ہوئے

ان کی مژگاں کی بات کیا چھیڑوں
ان پہ قربان سو ہلال ہوئے

تیری تصویر بھی ملی نہ کہیں
آج دل کو عجب ملال ہوئے

رنگ، تتلی، کلی، صبا، شبنم
یہ فضاؔ کے ہیں خد و خال ہوئے

غزل

شوقِ دیدارِ یار مت پوچھو
دل ہے کیا بے قرار مت پوچھو

دل، جگر، جان، کچھ بچا ہی نہیں
اس کی نظروں کے وار مت پوچھو

جتنے کورے ہیں عشق دریا میں
کس طرح ہوں گے پار مت پوچھو

اس کی آنکھوں کی سحر کاری کا
قیس! دیوانہ وار مت پوچھو

میرے سینے میں تم دھڑکتے ہو
تجھ سے کتنا ہے پیار مت پوچھو

جسم سونے کا سر بہ سر ہے فضؔا
کیا ہے روہی کی نار، مت پوچھو

غزل

جو بادۂ جاں چھلک رہا ہے سنبھال لینا خطا سے پہلے
یہ رند ساقی سے ملتمس ہے عطا ہو مجھ کو عطا سے پہلے

جو لو لگانے کی آرزو ہو یہ جان لینا کہ اس نگر میں
وفا خطا میں شمار ہو گی کہ لب جلیں گے دعا سے پہلے

تری نگہ سے جو بچ گیا وہ اسیر و مجرم خرد کا ہو گا
مسیحا و خضر منتظر ہیں، علاج ہو گا دوا سے پہلے

فنا ہوئے ہیں وہ سارے فتنے، وہ سارے محشر لپٹ گئے ہیں
تری جوانی کی بات پہنچی ہے آج بادِ صبا سے پہلے

ہے چاک دامن مگر فضاؔ کی ہے دید اب بھی سعید مجھ کو
نشاطِ دل کا یہی ہے چارہ فنا سے پہلے، قضا سے پہلے

غزل

چاند مدھم ہے، روشنی کم ہے
خواب دھندلے ہیں، آنکھ بھی نم ہے

عمر حاضر جواں دلوں کا کھیل
عمرِ رفتہ عجیب سا غم ہے

زندگانی نثار تم پہ کروں
وار دوں تم پہ سب مگر کم ہے

زندگی! تیرے آستانے پر
موت آنے سے ایک ماتم ہے

دل بھی چاہے کہ زخم تازہ رہیں
وقت کی راگنی بھی مدھم ہے

جس قدر خواہشیں ہیں سینے میں
خضر کی عمر بھی ہمیں کم ہے

آؤ ہم بھی گزار لیں لمحے
سانس رکتی ہے آخری دم ہے

تم فضاؔ ہو جہاں پہ چھا جاؤ
ہم دھواں ہیں ہمیں یہی غم ہے

غزل

تمھارے تیرِ نظر نے ہی مجھ کو مارا ہے
طنابیں کھینچ لے قاتل مجھے گوارا ہے

میں رازدارِ محبت ہوں آزماؤ مجھے
کہ اب انگاروں پہ چلنا مجھے گوارا ہے

ہمیں جو بھولنا چاہو تو بھول سکتے ہو
ہماری یاد کہاں آخری سہارا ہے

تم اس کے صبر کی حد کیسے آزماؤ گی
کہ جس کو تیرے بنا موت بھی خسارہ ہے

تمھاری جھیل سی آنکھوں میں رہنے آئی ہوں
اک ایسی جھیل نہ جس کا کوئی کنارہ ہے

حریمِ گل ہو ، محبت ہو یا فلک ہو فضؔا
ترے سخن کے بنا کس کا اب گزارا ہے

غزل

کیوں رشک سے نہ دیکھیں شاعر زباں گری کے
اترے ہیں مجھ پہ مصرعے کچھ بھرتری ہری کے

بس اک نگہ سے اس کی، ہیں محوِ رقص بادل
اُس آنکھ میں تھے ساون جادوئے سامری کے

کچھ یوں ہَوا ہوئی ہے عجز و نیاز مندی
جلوے سما گئے ہیں مجھ میں بھی خود سری کے

یہ چھوڑ بیٹھا کعبہ ، وہ دَیر سے گیا ہے
اُس کی گلی کے منظر آئینے کافری کے

چھیڑو غزل کچھ ایسی جو دل کے تار چھیڑے
مطلوب ہیں فضاؔ کو قصے جو دلبری کے

غزل

دھڑکنوں سے پیام آیا ہے
میری رگ رگ میں وہ سمایا ہے

کوئی کیوں تیرے ساتھ ساتھ چلے
میں ہی ہوں اور میرا سایا ہے

اُس کی مسکان پر ہیں پھول فدا
چاند پر حسن اس کا چھایا ہے

کوئے جاناں میں بکتے یوسف کو
کوئی کیوں کر خرید لایا ہے

آج دھڑکن بھی تیز ہے دل کی
آج اُن کا سلام آیا ہے

میں بصد شوق منتظر تھی فضاؔ
دل یہ کس کا پیام لایا ہے

غزل

ابروؤں کے خم میں گھبراتا ہے دل
ان لبوں کا مصرع بہلاتا ہے دل

گفتگو سن کر فصاحت داد دے
دیکھ کر چہرہ مچل جاتا ہے دل

تیرہ چہرہ خواب نگری کا امیں
جاگ جاؤں پھر بھی سو جاتا ہے دل

روزِ اول سے جہانِ عشق میں
عقل کو ہر بات سمجھاتا ہے دل

آسمانوں سے کچھ آگے ناز سے
حضرتِ یزداں سے مل آتا ہے دل

تم سے ہے یہ سب جہانِ رنگ و بو
تم کو بھی یہ بات سمجھاتا ہے دل

یہ فراق آلود موسم ہے فضاؔ
ایسے موسم میں تو بھر آتا ہے دل

غزل

ہم بھی ہوتے ہیں کہ عشاق جہاں ہوتے ہیں
ہم سے آزاد منش اور کہاں ہوتے ہیں

تم نے جانا ہے تو پلکوں پہ ستارے کیوں ہیں
فیصلے ضبط کے یوں سب پہ عیاں ہوتے ہیں

جب تلک سانس ہے اک آس لگی ہے ہمدم
سانس کی ڈور جو ٹوٹے تو زیاں ہوتے ہیں

میں مقید ہوں تری چشم کے ایوانوں میں
حوصلے اڑنے کے بھی مجھ سے کہاں ہوتے ہیں

تم ہو دھڑکن مرے سینے میں مچلتے دل کی
خون میں ایسے جنوں زاد رواں ہوتے ہیں

مال و دولت سے فضؔا ان کو غرض کچھ بھی نہیں
عشق والوں کے الگ سود و زیاں ہوتے ہیں

غزل

سندر لڑکی آہیں بھر کے دیکھتی ہے
ہائے! مجھ کو نادم کر کے دیکھتی ہے

گھونٹ گھونٹ پی جاتی ہے وہ اشک مرے
کب دنیا کو وہ اب ڈر کے دیکھتی ہے

نقش ہی رہتا ہوں میں اس کی آنکھوں میں
منظر کوئی اور اگر وہ دیکھتی ہے

باتیں کرتی ہے وہ ہیر اور لیلیٰ کی
ڈرتے ڈرتے مجھ کو ڈر کے دیکھتی ہے

اُس کا سمٹنا دیکھنے والا ہوتا ہے
وہ جب مجھ کو روز نکھر کے دیکھتی ہے

عشق کنارے بیٹھی ہے مجبور فضاؔ
اجڑے منظر چاند نگر کے دیکھتی ہے

غزل

درد اک رنگ ہے قرار نما
اور ہے رنگ اک ہزار نما

لب ہلے اس کے اور دل میرا
کھنچتا جائے ہے شکار نما

اس ادا پہ ہیں جان و دل قربان
دشمنِ جاں ہوئے ہیں یار نما

اب خزاؤں سے کیا خطر مجھ کو
اس کی اک اک ادا بہار نما

عالم اپنا ہے عالمِ دیگر
شعر میرا ہے اک ہزار نما

زندگانی سکوتِ شب ہے فضؔا
اور سحر لائی ہے قرار نما

غزل

یک طرفہ محبت کا قصہ جو لکھا ہوتا
دیوانہ ہے، چھوڑو نا! بس تم نے کہا ہوتا

تم یاد کرو بیٹھے اب قیس میاں ہی کو
میں ایک صدا کرتی دشت آن کھڑا ہوتا

پتھرائی ہوئی آنکھیں رستہ ہوئی جاتی ہیں
اک بار پلٹ آتے، وعدہ تو وفا ہوتا

بے مول ہوا ہے اب، انمول کبھی تھا یہ
دل ہم کو دیا ہوتا، احسان کیا ہوتا

قاصر تھی زباں تیری جاتے ہوئے کہنے سے
آنکھوں سے کہا ہوتا، اس دل نے سنا ہوتا

اک اور غزل کہہ دوں حسرتؔ کی زمیں ہے خوب
احوال سنانے کو جو تم نے کہا ہوتا

پھر درد دوا ہوتا اور چاند نگر مسکن
پہلو میں فضاؔ کے گر وہ شخص کھڑا ہوتا

غزل

ہیں تمھارے یہ سارے خواب، جناب
زلف و لب، دل، جگر، شراب، جناب

ایک ہی جان پر ستم لاکھوں
پلکیں نازک، گراں حباب، جناب

قیس کے پاؤں میں ہیں زنجیریں
اور لب پر ہے بس جناب، جناب

ہو گا محشر میں اک نیا محشر
تم سے مانگیں گے جب جواب، جناب

دیکھ لو اب فضا کی آنکھوں میں
چاند، قوسِ قزح، گلاب، جناب

غزل

سونا دل سنسار سہیلی
بیٹھی ہوں بیزار سہیلی

رستہ تیرا دیکھ رہے ہیں
دل آنکھیں رخسار سہیلی

ساون رت آنکھوں میں ٹھہری
نیر بنے پتوار سہیلی

وقت ہمارا قیدی ہو گا
جیون ہے گھر بار سہیلی

تم سے رنگ فضاؔ کے سارے
تم بن سب بے کار سہیلی

غزل

آج وہ رشکِ قمر دل کا جو مہمان ہوا
روح سیراب ہوئی زیست کا سامان ہوا

دیکھ گل رنگ بدن آنکھیں مری کہنے لگیں
حیرتیں حق ہیں وہ جو دیکھ کے حیران ہوا

جانتا ہے وہ سبھی حرفِ جنوں کے قصے
تجھ کو دیکھا تو سخن ساز پریشان ہوا

تیرے سینے میں دھڑکتا ہوا دل ہوں جاناں
یہ الگ بات تری ذات سے انجان ہوا

آؤ اس بار فضاؔ ساتھ ٹھکانہ کر لیں
پل دو پل ہی کو سہی دل ترا مہمان ہوا

غزل

یہ آسماں جو حیرتی ہے اک ترے جمال کا
یہ حسن کیا ہے آئنہ ہے خوبی و کمال کا

یہ رنگ و نور لے رہے ہیں رہ گزار سے تری
گلاب ہو کہ چاند ہو کہ شمس ہو زوال کا

میں جنتوں کا تھا مکیں تری نگاہِ ناز سے
تا حشر مجھ سے امتحاں لیا ہے خدو خال کا

نظر سے وہ پلا کے مجھ سے کہتے ہیں کہ جاؤ اب
کہاں یہ حوصلہ سہوں میں لمس اُس جلال کا

میں اٹھ کے لڑکھڑا گیا تھا جب فضاؔ نے یہ کہا
یہ صورِ اسرافیل ہے، نہیں یہ پل وصال کا

غزل

عشق آمادہ ہیں گل دیکھ کے صورت اس کی
جی جلاتی ہے گھڑی بھر میں محبت اس کی

اس ستم گر کی نگاہوں کا سحر، اُف توبہ
جان دی جس نے، کہو خوب ہے قسمت اس کی

صبح کا نور ہو یا پھر ہو شفق کی سرخی
نور و نکہت سے بیاں کیسے ہو رنگت اس کی

وصل اور ہجر محبت کے پیمبر ہیں مگر
شب کی آغوش سے ملتی ہے طبیعت اس کی

اس کی آواز لپکتا ہوا شعلہ ہے فضؔا
مجھ کو آواز بھی لگتی ہے قیامت اس کی

غزل

چاند چہرے پہ یہ جو زلف سنوارے ہوئے ہیں
میری آنکھوں کے سبھی نقش اتارے ہوئے ہیں

تجھ کو دیکھا ہے تو پھر دان کیا آنکھوں کو
ہم نے جاناں یوں ترے صدقے اتارے ہوئے ہیں

باندھ رکھا ہے اسی بات نے تیرے در سے
تیرے ہونٹوں نے مرے نام پکارے ہوئے ہیں

مجھ سے کل کہتی تھی اک دھند میں لپٹی ہوئی شام
وہ تمھارے ہیں، تمھارے ہیں، تمھارے ہوئے ہیں

تجھ سے مل کر تھے زمانے بھی ہمارے ہمدم
بعد تیرے ہمیں بے انت خسارے ہوئے ہیں

چاند تکتا ہے اسے ٹکٹکی باندھے شب کو
پاؤں اس نے یہ جو ندیا میں اتارے ہوئے ہیں

اس کی پوروں سے جو ٹکرائی تھی شبنم سی ہوا
شب ہوئی اور وہ قطرے سے ستارے ہوئے ہیں

کاش اک بار غزل سننے کو آئے وہ فضؔا
اور میں کہہ دوں سبھی شعر تمھارے ہوئے ہیں

غزل

ہیں فلک کی صدا یہ دو آنکھیں
رنگ، خوشبو، ادا یہ دو آنکھیں

شوخ آنکھوں کے وار کون سہے
دھڑکنوں کی قضا یہ دو آنکھیں

مفلسِ شہر پر نگہ ہو کوئی
آنسوؤں کی صدا یہ دو آنکھیں

ہیں زمانے حصار میں اِن کے
آؤ دیکھو فضؔا یہ دو آنکھیں

غزل

کبھی نگاہوں کی چلمنوں سے نہ راز کہنا، فضا سے کہنا
غمِ جہاں کو تو زندگی بھر پڑے گا سہنا، فضا سے کہنا

رفاقتوں کا ہے دعویٰ تم کو تو اپنے دعوے کی لاج رکھنا
زماں، مکاں کی حدوں سے آگے بھی ساتھ رہنا، فضا سے کہنا

قدم قدم پر ہے خطرۂ جاں، وہ عزم اپنا بلند رکھے
یہ عشق دریا ہے اس کی فطرت ہے الٹا بہنا، فضا سے کہنا

وہ شوخ آنکھیں غزال جن پہ ہیں صدقے واری، مَیں کیوں نہ واروں
یہ چاند، بادل، دھنک، بہاریں، یہ حسن گہنا، فضا سے کہنا

گلوں نے کلیوں نے کترے دامن، قزح بھی آنکھیں چھپا رہی ہے
یہ نازکی کا لباس تم نے غضب ہے پہنا، فضا سے کہنا